دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر10(وَٱعۡلَمُوٓاْ)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کی کتاب ہی اللہ کی رسی ہے جو اس کی پیروی کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہی پر رہے گا۔

ہم سب کے لیے لازم ہے کہ ہم اللہ کی کتاب کو پکڑے رکھیں۔

تاکہ ہم سیدھے راستے پر رہیں۔

صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ

ان لوگوں کے راستے پر جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔

قرآن مجید (اللہ کی رسی) کو پکڑنے کا مطلب کیا ہے؟

یعنی اس کو پڑھتے رہیں، اس کو سمجھتے رہیں، اس پر غور و فکر اور تدبر کرتے رہیں کیونکہ کتاب کے آنے کا مقصد ہی یہی ہے

کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ اِلَیۡکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِہٖ وَ لِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ﴿۲۹﴾ سورت ص

یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)) ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔

اس کے اسرار اور اس کی حکمتوں کو جانیں اور اہل عقل اس سے سبق حاصل کریں۔

✧ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قرآن اس لیے نازل کیا گیا تاکہ اس پر غور و فکر کیا جائے۔

لیکن عموماً ہم صرف اس کی قرآت اور اس کے حفظ کو ہی نیکی کا کام سمجھتے ہیں۔ سمجھتے نہیں ہیں، پڑھتے نہیں ہیں غور و فکر نہیں کرتے تو وہ کہتے ہیں یہ نازل ہی اس لئے کیا گیا ہے تاکہ اس پر غور و فکر کیا جائے اس پر عمل کیا جائے لیکن لوگوں نے اس کی تلاوت کو اپنا عمل بنا لیا یعنی تلاوت ہی کو کافی سمجھ لیا ہے۔

✧ امام ابن تیمیہ کہتے ہیں:

جو ہدایت کی غرض سے قرآن میں تدبر کرتا ہے اس کے لیے حق کا راستہ واضح ہو جاتا ہے۔

✧ یحیٰی ابن سعید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ

میں اور محمد بن یحیی بن حبان دونوں بیٹھے ہوئے تھے محمد نے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے کہا کہ مجھے وہ بتاؤ جو آپ نے اپنے والد سے سنا ہے۔ اس آدمی نے کہا میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ زید بن ثابت جو کہ ایک صحابی تھے ان کے پاس آئے اور ان سے پوچھا آپ کا سات دن میں قرآن مکمل کر لینے کے بارے میں کیا خیال ہے؟

زید نے کہا یہ اچھا کام ہے لیکن میں اسے آدھے مہینے یا دس دن میں پڑھ کر مکمل کروں تو یہ مجھے 7 دن میں پڑھنے سے زیادہ عزیز ہے اور آپ مجھ سے پوچھیں کہ ایسا کیوں ہے؟ میں نے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے؟ تو زید نے کہا اس لئے تاکہ میں قرآن پر غور و فکر کروں اور اسکے مسائل پر رک کر تدبر کروں۔

قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے بھی کیا کرنا چاہیے؟ رک رک کر اس پر غور کرنا چاہیے۔

اس لیے تلاوت کا معمول بھی آپ ترجمہ والے قرآن مجید سے بنالیجئے خصوصا جہاں نیچے لفظ لفظ کا ترجمہ لکھا ہوتا ہے تاکہ پڑھتے پڑھتے آپ رک جائیں اللہ سبحانہ وتعالی آپ سے کیا کہہ رہے ہیں اس پر غور و فکر کر سکیں۔

کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی سمجھ لازم ملزوم ہے۔

قرآن کا حق ادا ہی نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو اس مقصد کے لیے نہ پڑھا جائے جس کے لیے وہ آیا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❖ آیت 41

جنگ بدر کے پس منظر میں آیات نازل ہوئی ہیں۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کو مال غنیمت حاصل ہوا اس وقت مال غنیمت کے بارے میں کوئی واضح قانون نہیں تھا اس لیے اس بناء پر مسلمانوں میں کچھ کشمکش بھی ہوئی اور ہر ایک نے اپنا حصہ جتانے کی کوشش کی تو اس پر انہیں آپس کے تعلقات درست کرنے کے لیے کہا گیا اور پھر تربیت کرنے کے بعد یہاں پر وہ طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ مال غنیمت جو جنگ میں حاصل ہو گا وہ کس طرح تقسیم ہو گا۔

مال غنیمت پچھلی امتوں کے لیے حلال نہیں تھا۔

✷ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔

اور اس کی تقسیم کس طرح ہو گی؟

اس کے 5 حصے ہوں گے۔ پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے۔

اللہ کے لیے صرف برکت کے لیے یہاں آیا ہے ورنہ اللہ سبحانہ وتعالی کو اس مال میں سے کچھ نہیں چاہیے لیکن پانچواں حصہ خمس آپ ﷺ، آپ کے قرابت داروں، مسکینوں، مسافروں کے لیے ہے اور پھر باقی حصے جنگ میں شرکت کرنے والوں کے لیے ہے۔ جس میں سے پیادہ کا ایک حصہ اور گھڑ سوار کے دو حصے ایک اس کا اور ایک اس کے گھوڑے کا خرچہ۔

اس طرح مال غنیمت کو تقسیم کرنے کا قانون دے دیا گیا۔

مال غنیمت کی صحیح تقسیم کا تعلق بھی ایمان کے ساتھ ہے۔

مال غنیمت امانت ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال غنیمت میں سے سوئی یا دھاگہ یا اس سے بھی کم درجے کی چیز ہو تو اسے واپس کر دو (یعنی تقسیم سے پہلے کسی کو ایک سوئی بھی اس میں سے لینے کی اجازت نہیں) اور مال غنیمت میں سے خیانت کرنے سے بچو کیونکہ وہ قیامت کے دن خائن کے لیے باعث عار اور ندامت ہو گی۔

❖ آیت 42

جنگ بدر کی کچھ تصویر یہاں پیش کی جارہی ہے۔

دو فریقوں کو جنگ بدر میں لا کر ایک دوسرے سے بھڑا دیا یہ اللہ کی تقدیر کا حصہ تھا۔

اس میں بڑے بڑے سرداران قریش مارے گئے تھے اور یہ ان کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ طرح طرح کی زیادتیاں کرنے کا بدلہ تھا، عذاب تھا تو اللہ تعالی چاہتا تھا کہ ان کی قوت توڑ دے۔

❖ آیت 43 کافر کیوں تھوڑے دکھا رہا تھا؟

تاکہ مسلمانوں کا حوصلہ مضبوط رہے۔

نبی کا خواب سچا ہوتا ہے۔

❖ آیت 44

ساری قدرت اور طاقت اور ہر چیز کو کرنا تو اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے جب زندگی میں کوئی مشکل وقت آئے، اس کو پکاریں، اس کی مدد حاصل کریں، اس کی طرف راغب ہوں، کیونکہ کرنا اس نے ہے۔

یعنی بہت سی چیزیں ہم سمجھتے ہیں کہ میرے کرنے سے یا کسی انسان کے کرنے سے ہی مسئلہ حل ہو گا کوششیں اپنی جگہ ہوں مسلمان میدان جنگ میں تھے انہوں نے میدان جنگ میں اپنا سب کچھ حاضر کر دیا تھا اسلام کے لیے۔ لیکن بتانا یہاں یہ مقصود تھا کہ صرف تمہاری کوششوں سے کامیابی حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ اللہ تعالی کے طرف سے آئی ہے۔

❖ آیت 45

زندگی میں ثابت قدمی بہت ضروری ہے۔ زندگی میں انسان کوئی بھی کام جم کر کرتا ہے تو کامیابی حاصل ہوتی ہے چاہے وہ کچھوے کی چال ہی کیوں نہ چل رہا ہو۔

بہت سے لوگ بڑی بڑی ذہانتوں کے مالک ہوتے ہیں بہت سے وسائل ان کے پاس ہوتے ہیں لیکن زندگی میں کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ وہ مستقل مزاجی کے ساتھ کام نہیں کرتے، کام میں ثابت قدمی نہیں دکھاتے، کبھی ایک چیز شروع کر لیتے ہیں، آدھی کی، پھر اس کو چھوڑ دیا اور کچھ اور شروع کر دیا پھر وہاں دل نہ لگا تو کچھ اور شروع کر دیا۔

یونیورسٹی جاتے ہیں تو اپنی لائن تبدیل کرتے رہتے ہیں کبھی ایک سبجیکٹ رکھ لیا کبھی اسکو تبدیل کر کے کچھ اور رکھ لیا کہیں کے بھی نہیں رہتے اور آخر کار کچھ کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔

انسان، دین کا معاملہ ہو یا دنیا کا معاملہ ہو، کسی چیز کو اختیار کرے تو شرح صدر کے ساتھ اللہ سے دعا کر کے، استخارہ کر کے۔ جب عزم کر لو، پکا ارادہ کر لو کہ یہ کرنا ہے تو پھر کر کے چھوڑیں، مشکلات سے گبھرا کر اس کام کو چھوڑ نہ دیں۔

دوسرا کام اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو۔ یعنی اپنی ہمت بھی لگاؤ اور اللہ کی یاد بھی زیادہ سے زیادہ ہو۔

یہاں کامیابی کے دو نکات بتادیئے گئے

ثابت قدمی اور اللہ کا ذکر

اور اللہ ذکر کی کثرت، بہت زیادہ دعائیں، التجائیں، فریادیں۔

پیچھے جیسے آیا کہ نبی کریم ﷺ بہت فریادیں کر رہے تھے تو نبی ﷺ کونسی دعا کے ساتھ فریاد کر رہے تھے۔

یا حي یا قیوم برحمتك أستغیث"

تیری رحمت کی میں فریاد کرتا ہوں۔

اس کلمہ کے ذریعے جب دعا کی جاتی ہے تو قبولیت پاتی ہے، یہ فریادی کلمات ہیں۔

جہاں کہیں کوئی مشکل پیش آئے تو لوگوں کو بتانے اور ان کے پاس جانے کی ضرورت نہیں براہ راست اللہ تعالی سے اپنا تعلق قائم کریں کیونکہ ساری چیزوں کا مالک وہی ہے، کرنا اسی نے ہے کوشش کے ساتھ خوب خوب دعائیں۔

❖ آیت 46

کامیابی کے لیے اور کرنے کے کام کیا ہیں؟

- اللہ اور رسول کی اطاعت کرو
- آپس میں جھگڑا نہ کرو

اس چیز سے سختی کے ساتھ بچنے کی ضرورت ہے

جو ٹیم کوئی کام کرنے کے لیے نکلے ان کے دل آپس میں جڑے ہوئے ہوں، ایک دوسرے سے نفرت نہ ہو، ایک دوسرے کو کاٹنا نہ ہو۔

آپس کی لڑائیوں سے خواہ وہ کسی گھر کے اندر ہوں یا کسی جماعت کے اندر ہوں اس سے تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، تمہارا رعب جاتا رہے گا، تمہاری عزت برباد ہو جائے گی۔

جمے رہیں، گبھراہٹ اور بے چینی اور اضطراب سے پرہیز کریں۔

یادرکھیں:

جھگڑا ناکامی کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ جھگڑے سے باہم غضب بھڑکتا ہے اور جب باہم ایک دوسرے پر غصہ آتا ہے تو ایک دوسرے سے تعاون ختم ہو جاتا ہے اور جب تعاون ختم ہو جاتا ہے تو فوج ہو، جماعت ہو، یا کوئی گروہ ہو ان کے بیچ میں رخنے پڑ جاتے ہیں پھر دل مقصد پر فوکس کرنے کی بجائے جھگڑے پر فوکس کرنا شروع کر دیتے ہیں اور دشمن کے شر سے بچنے کی بجائے آپس میں ایک دوسرے کے شر سے بچنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اس طرح جھگڑے کی وجہ سے دشمن قابو پا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں پر خاص طور پر جھگڑوں سے بچنے کے لیے کہا گیا ہے۔

✶ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ اور ابو موسی الاشعری رضی اللہ تعالی عنہ کو یمن بھیجا:

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا:لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا، انہیں سختیوں میں مبتلانہ کرنا، انہیں خوش رکھنا، نفرت نہ دلانا، اور تم دونوں آپس میں اتفاق رکھنا اختلاف پیدا نہ کرنا۔

یہ اس وقت کے گورنر بنا کر بھیجے گئے تھے لیڈرز تھے۔ لیڈر کے اندر یہ خصوصیت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے ساتھیوں اور اپنی جماعت کو پیار و محبت کے ساتھ لے کر چلے اور ان کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔ یہ نہیں کہ اب آپ کو authority مل گئی ہے اور آپ دوسروں پر حکم چلا کر ان کی زندگی دوبھر کر دیں، اور ان پر سختیاں کریں، نہیں ان کو خوش رکھیں، نفرت نہ دلائیں، اتفاق رکھیں، اختلاف پیدا نہ کریں۔ یہ ہیں کامیابی کی علامات۔

جس قوم کے اندر، جس گروہ کے اندر یہ خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں وہ ترقی کی منزلیں طے کرنے لگتی ہے۔

✷ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو فرماتے ہوئے سنا:

یقیناً شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۃ العرب میں نمازی اس کی عبادت کریں لیکن وہ ان میں لڑائی اور فساد کرادے گا۔

دین سب کا ایک ہو گا لیکن دل جدا ہو جائیں گے۔

یاد رکھیے

کسی بھی معاملے میں جھگڑا پسندیدہ نہیں۔

✷ جھگڑا چھوڑنے والے کے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا:

میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جو حق پر ہونے کا باوجود جھگڑا چھوڑ دے۔

یعنی حق اس کا ہے اسکو چھوڑ دے اور صلح کر لے۔

❖ آیت47

اشارہ ہے کفار قریش کی طرف جو مقابلے کے لیے آرہے تھے تو بہت دھوم دھڑاکے کے ساتھ۔

یہ لوگ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی لائی ہوئی دعوت کا انکار کرتے تھے اور لوگوں کو آپ کی طرف آنے نہیں دیتے تھے اور اپنے غلط کاموں پر بھی اترانے والے تھے۔

یاد رکھیے:

اترانا اور فخر جتانا اللہ سبحانہ وتعالی کو پسند نہیں۔

✷ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا:

جو شہرت کا طالب ہو اللہ تعالی اس کی شہرت قیامت کے دن سب کو سنادے گا، جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی کام کرے گا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھادے گا(یعنی اس کے دھوکے کو، فریب اور فراڈ کو سب کے سامنے کر دے گا کہ بظاہر اس نے اپنے اوپر دین کا لبادہ اوڑھا ہوا تھا لیکن یہ دراصل اپنے آپ کو نمایاں کرنا چاہتا تھا)

شیطان نے آپ ﷺ کے دشمنوں کو، مخالف فوج کو دھوکے میں مبتلا کیا کہ تمہاری طاقت زیادہ، تمہاری شان و شوکت زیادہ ہے، مسلمان تو تعداد میں بہت کم ہیں اور ان کے پاس تو اسلحہ بھی نہیں لہٰذا تم ہی غالب آؤ گے اور میں تمہارا مددگار ہوں۔

کہتے ہیں کہ شیطان بنو مُدلِج کے ایک شخص کی شکل میں باقاعدہ ان کے ایک لیڈر کی شکل میں آیا اور کہنے لگا ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں تم گبھراؤ نہیں۔

عین معرکے میں دھوکا دے گیا اور یہی شیطان کا کام ہے انسان کو اکساتا ہے اور جب انسان غلط راستے پر چل پڑتا ہے تو ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور جا کے اس کے مخالف کو اکسانے لگتا ہے یعنی وسوسے دوسرے فریق کے دل میں ڈالتا ہے دیکھو فلاں تمہارے خلاف چڑھائی کر رہا ہے حتیٰ کہ دنیا میں بھی انسان کو دھوکہ دیتا ہے اور مرواتا ہے۔

ایک اور بات جو یہاں شیطان نے کی وہ یہ ہے کہ مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے۔

سبحان اللہ معلوم نہیں کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر وہ سچا ہے تو ہمیں شرم کرنی چاہیئے کہ اگر شیطان کو اللہ تعالی سے ڈر لگتا ہے تو ہمیں گناہ کرتے ہوئے اللہ تعالی سے ڈر کیوں نہیں لگتا، اور اگر جھوٹا ہے تو پھر جھوٹے کی بات کا کیا اعتبار۔

عقاب: عُقوبت سے ہے۔ عقوبت وہ سزا ہوتی ہے جو کسی فرض کو چھوڑنے اور حرام کام کے ارتکاب پر ہوتی ہے۔ یعنی کسی consequences کے طور پر، عَقِب ایڑی کو کہتے ہیں جو پیچھے ہوتی ہے۔

لیکن یاد رکھیے:

اطاعت کے بغیر اللہ کا خوف کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

اگر کوئی شخص اللہ کی بات نہیں مانتا، اطاعت نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو وہ اپنے کہنے میں جھوٹا ہے،

سچا کون ہے؟ جو اللہ سے ڈر کر پھر اللہ کی رضا کے کام کرے۔

- **آیت 49** آج بھی مسلمانوں کو اس قسم کے طعنے دیئے جاتے ہیں لیکن ایسی باتوں کے جواب میں انسان کو اللہ کا حکم مانتے ہوئے اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔
- **آیت 50** اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ موت کے وقت فرشتہ آتے ہیں اور مجرموں کو اس وقت بھی مارتے ہیں۔
- **آیت 52** جیسے فرعون نے موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں طرزِ عمل اختیار کیا تھا قریش کے سردار محمد ﷺ کے سامنے فرعون بنے ہوئے تھے۔

پہلے بھی پیغمبروں کا مقابلہ ان کے elite لوگوں، سرکشوں نے کیا اور باقی عوام تو پھر بڑوں کے پیچھے چلتی ہے۔

- **آیت 53**

یاد رکھیے

نعمتیں برقرار رہتی ہیں اگر انسان اطاعت گزار اور شکر گزار رہتا ہے۔

اسی طرح برا حال بھی اچھے حال میں نہیں بدلتا جب تک انسان اللہ تعالی کی اطاعت کی طرف نہیں آتا۔

آج آپ دیکھیے جس طرح ریسورسز کو غلط طریقے سے استعمال کرتے جا رہے ہیں، بعض ممالک میں پانی کی قلت ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود پانی کے ضیاع سے لوگ پرہیز نہیں کرتے یہ سب اللہ تعالی کی نعمتیں ہیں لیکن جب لوگ abuse کرتے ہیں تو اللہ تعالی ان کو مشقتوں میں ڈال دیتا ہے۔

انسان کو چاہیے کہ نعمتوں کا صحیح استعمال کرے۔ نعمت استعمال کر کے شکر گزار ہو اور اللہ تعالی سے مزید نعمتیں طلب کرتا رہے۔

دنیا اور آخرت میں خیر کا باعث بننے والی نعمتوں کا سوال کرنا چاہیے۔

✷ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی صحابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے وہ چوزے کی طرح ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم اللہ تعالی سے کوئی دعا مانگتے تھے۔ اس نے کہا جی ہاں میں یہ دعا مانگتا تھا کہ اے اللہ تو نے آخرت میں جو مجھے سزا دینی ہے وہ دنیا میں ہی دے دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا؛ تم اللہ کے عذاب کی طاقت نہیں رکھتے تم نے یہ دعا کیوں نہ کی

اللهُمَّ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنۡيَا حَسَنَةٗ وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِ حَسَنَةٗ وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ

سزا نہیں مانگنی چاہیے بلکہ بھلائیاں مانگنی چاہیے۔ مصیبت اور پریشانی میں بھی اللہ تعالی سے عافیت مانگی چاہیے، بیماری ہو تو شفا مانگنی چاہیے۔

❖ آیت 54

کفار قریش کو بتایا یہ جا رہا ہے کہ آج تمہارے سامنے بھی وہی انجام آ رہا ہے جو پچھلے انبیاء کے مخالفین کا انجام ہوا تھا کہ ان کے مخالفین کو تباہ کر دیا گیا تھا لیکن محمد ﷺ کی قوم میں سے جو ایمان لائے ان کو بچا لیا گیا اور جنہوں نے نہیں مانا ان میں سے کچھ جنگ بدر میں مارے گئے اور کچھ کا ذکر آگے سورت التوبہ میں پتہ چلے گا کہ ان کو مہلت دینے کے بعد ان کو دھمکی دی کہ اگر تم نہیں مانتے تو یا تم نکل جاؤ یا تمہیں ختم کر دیا جائے گا۔

❖ **آیت 55** رسول، قرآن کو اپنے سامنے پا کر، سارے دلائل دیکھ کر پھر بھی نہیں مانے

❖ **آیت 56** جن قوموں کے ساتھ معاہدے ہوں ان معاہدوں کو پورا کیا جائے۔ سورت المائدۃ میں معاہدہ پورا کرے کا حکم دیا گیا تھا۔

معاہدہ کسی مسلمان کے ساتھ ہو یا غیر مسلم کے ساتھ اسے پورے کرنا چاہیے۔

❖ **آیت 59** اللہ تعالی نے آخر کار ہر پیغمبر کو فتح بخشی۔

❖ آیت 60

نبی کریم ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اللہ کا ذکر، اللہ کی مدد کے وعدے کے ساتھ ساتھ تم اپنی تیاریاں بھی جاری رکھو۔

اس تیاری کے لیے لازماً مال درکار ہے۔ تو جو اپنے مال میں سے کچھ بھی خرچ کرے گا وہ بدلہ پائے گا۔

اگر دشمن صلح کرنے پر آمادہ ہوں اور آپ کو اندیشہ ہو کہ وہ دھوکہ دیں گے پھر بھی آپ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے صلح پر آمادہ ہو جایئے کیونکہ ہمارا دین صلح پسند ہے جنگ صرف بوقت ضرورت ہے۔

❖ آیت 63

محبتیں مال سے پیدا نہیں کی جا سکتی۔

بعض گھرانوں میں شوہر بڑے بڑے قیمتی تحفے بیویوں کو لا کر دیتے ہیں لیکن وقت نہیں دیتے، پاس نہیں بیٹھتے، جذبات کا خیال نہیں رکھتے وہ سمجھتے ہیں کہ صرف مال دے کر خوش کیا جا سکتا ہے تو وہ کبھی بھی اپنی بیوی کی محبت حاصل نہیں کر سکتے اس کے بر عکس ایک غریب شوہر جو بیوی کے جذبات کا خیال رکھتا ہے اپنی حیثیت کے مطابق اس کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے، وہ کہیں زیادہ جواب میں محبت اور عزت پاتا ہے۔ یہ کسی بھی رشتے کے معاملے میں ہے آپ لوگوں کو مال سے نہیں خرید سکتے۔ مال سے خریدے ہوئے لوگ وقتی فائدہ دے سکتے ہیں ان کے دلوں میں آپ کی مستقل محبت نہیں ہو سکتی۔

یہاں بھی اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ یہ محبت اللہ نے دلوں میں ڈالی ہے اگر آپ وہ سب کچھ خرچ کر ڈالتے جو زمین میں ہے تو بھی آپ ان کے دلوں میں الفت نہیں پیدا کر سکتے تھے۔

دل اللہ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اللہ جس کے دل میں جس کی محبت ڈال دے یہ اسی کا کام ہے اس لیے اگر بچے آپ سے محبت نہیں کرتے یا بہن بھائیوں کے دلوں میں آپ کے لیے محبت نہیں ہے یا شوہر کے دل میں نہیں تو یہ بھی اللہ سے مانگیے۔

یا اللہ ان کے دلوں کو ہمارے لیے مسخر کر دے اور ہماری طرف راغب کر دے تاکہ ہم اس دنیا میں بھی ایک اچھے خوشگوار تعلق میں ہوں۔

کیونکہ جب آپ کسی سے محبت کرتے ہیں اور جواب میں آپ کو محبت نہ ملے تو یہ بڑی تکلیف دہ بات ہوتی ہے۔

✧ ابن عباس کہتے ہیں کہ

بے شک جب اللہ کچھ دلوں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیتا ہے تو کوئی چیز انہیں دور نہیں کر سکتی (ایک دوسرے کے خلاف بھڑکائیں تو بھی انہیں توڑ نہیں سکتے، بعض اوقات دشمن کی یہ چال ہوتی ہے کہ پھوٹ ڈالنے کے لیے ایک دوسرے کے درمیان غلط فہمیاں ڈالنا) پھر انہوں نے اسی آیت کی تلاوت کی۔

لوگوں کی ڈالی ہوئی غلط فہمیاں کوئی نقصان نہیں دیتی اگر اللہ محبت ڈالے رکھے۔

تو نکتہ کیا ہے؟ راز کیا ہے؟

کسی بھی مسئلے میں اپنا معاملہ اللہ سے درست کر لیں، وہ آپ کے سارے معاملات کا ذمہ لے لے گا، وہ آپ کے معاملات درست کر دے گا۔

ہم بعض اوقات دوسروں پر الزام تراشی شروع کر دیتے ہیں یا صرف رونے دھونے سے کام لیتے ہیں اللہ سبحانہ و تعالی کی طرف رجوع نہیں کرتے اور مسائل حل نہیں ہوتے۔

تو سب سے آسان طریقہ کیا ہے؟

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے ہی بندے ہیں تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں تو نے ہی مسئلہ حل کرنا ہے، کوشش ہم کریں گے مدد تو کرے گا۔

اور پھر آپ دیکھیں کیسے کیسے معجزات ہوتے ہیں۔

یہ دعائیں بھی پڑھنی چاہیے۔

اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا، وَأَبْصَارِنَا، وَقُلُوبِنَا، وَأَزْوَاجِنَا، وَذُرِّيَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمِكَ مُثْنِينَ بِهَا عَلَيْكَ، قَابِلِينَ لَهَا، وَأَتِمِمْهَا عَلَيْنَا

یہ گھروں کے جھگڑوں فساد میں بہترین دعا ہے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں میں الفت پیدا فرما دے اور ہمارے آپس کے معاملات کی اصلاح کر دے اور سلامتی کے راستوں کی طرف ہماری راہ نمائی فرما اور ہمیں اندھیروں سے نجات دے کر نور کی طرف لے آ۔ اور ہمیں تمام ظاہری اور چھپی بدکاریوں سے محفوظ رکھ۔ اور ہمارے لیے ہمارے کانوں اور ہماری آنکھوں اور ہمارے دلوں اور ہمارے زوج، اور ہمارے بچوں میں برکتیں عطا فرما اور ہماری توبہ قبول فرما بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا بنا دے اور ان کی تعریف کرنے والا ان کو قبول کرنے والا بنا دے اور ان (نعمتوں) کو ہم پر کامل فرما دے۔

اسکو پڑھنا اپنا معمول بنالیں، اس کو 4 دن میں پڑھیں، ہفتے میں پڑھیں، روز کا ایک صفحہ پڑھیں، کچھ نہ کچھ پڑھیں اس طرح ساری اچھی اچھی دعائیں مانگ لیں گے ورنہ اگر اپنے حافظے، اپنے سوچ اور اپنے دل سے یہ مانگنا پڑے تو ہم یہ سارا کچھ مانگ ہی نہیں سکتے۔

آپ ﷺ کی دعائیں بہت جامع دعائیں ہیں جو کچھ آپ نے مانگا جس طریقے سے مانگا ہم تو اس کی خاک کے برابر بھی نہیں ہمیں تو مانگنا بھی نہیں آتا۔ ہمیں صرف پریشان ہونا آتا ہے اس کا حل نہیں آتا۔

اس لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اچھی دعائیں مانگنے والے بنیں۔

تو یہ دعائیں خود اپنے لیے بھی پڑھا کریں، اور سب کی طرف سے بھی پڑھا کریں۔ خاص کر رمضان میں سحری کے وقت، افطاری کے وقت روزے دار کی دعا قبول ہوتی ہے، دن کے وقت، نمازوں کے بعد، طاق راتوں میں، لیلۃ القدر میں معلوم نہیں کون کونسی دعائیں قبول ہو جائیں اور زندگی کا نقشہ ہی بدل جائے۔

❖ آیت 64

اللہ کس کے لیے کافی ہوتا ہے؟

ان مومنوں کے لیے جو نبی ﷺ کی پیروی کریں

یادرکھیے

اللہ کے احکامات کی حفاظت کریں تو اللہ کی حفاظت ملتی ہے۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا (اور وہ دس گیارہ سال کے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے میں تجھے چند کلمات سکھا رہا ہوں کے اللہ کے احکام کی حفاظت کر و اللہ تمہاری حفاظت کرے گا، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے (بچوں کو یہ باتیں بچپن سے ہی سمجھا دینی چاہیے تاکہ بچپن سے ہی وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں) پھر تمہاری دعائیں قبول ہونگی اور تمہیں اللہ کی طرف سے مدد آئے گی۔

یاد رکھیے

جو اطاعت نہیں کرتا اس کے لیے اللہ کی حفاظت کا ذمہ بھی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان بوجھ کر نماز مت ترک کیا کرو۔

اس لئے کہ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے تو یقیناً اس سے اللہ کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے تو پھر وہ اس کو اس کے حوالے کر دیتا ہے۔

❖ آیت66

کامیابی صبر کے ساتھ ہے۔

دین کی سمجھ رکھنے والا، اللہ کی معرفت اختیار کرنے والا، اللہ تعالی کے احکامات کو سمجھنے والا اللہ کی مدد پاتا ہے۔

کتنی بڑی خوشخبری ہے۔

صبر مشکل ہوتا ہے جب کوئی تکلیف دینے والی بات یا کام یا چیز سامنے آتی ہے یا کوئی غم دینے والی یا کوئی خوف میں مبتلا کرنے والی تو ہم صبر کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شاید واویلا کرنے سے مسائل حل ہو جائیں گے جبکہ یہاں پر حکم دیا گیا کہ صبر کرو اللہ سے مدد مانگو اس انرجی کو جو غم، خوف، پریشانی میں لگ رہی ہے اس کو دعاوں میں تبدیل کر لو اللہ کی مدد آجائے گی۔

❖ آیت70

جنگ بدر میں قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑا گیا تھا اور جو نہیں دے سکتے تھے ان کو دس دس بچے پڑھانے کا کام دیا گیا تھا۔

ان کو بھی تسلی دی جارہی ہے سبحان اللہ دین کے اندر کیا رحمت ہے۔ اللہ تعالی چاہتا ہے کہ آخر تک لوگ ہدایت کے راستے پر آجائیں۔

اگر تمہارے اندر کوئی خیر ہوئی تو اللہ تعالی تمہیں اسلام کی ہدایت دے گا اور آج جو فدیہ آج تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر دے گا۔

❖ آیت71

اگر یہ مشرکین مخالفت نہ کرتے تو آج یہ قید نہ کیے جاتے۔

قیدیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابو العاص، آپ کے چچا عباس بھی تھے اور بعد میں اللہ تعالی نے انہیں ہدایت دی اور انہیں خیر کثیر سے نوازا۔

❖ آیت73 جس طرح کفار ایک دوسرے کے اولیاء ہیں تمہیں بھی اسی طرح مسلمانوں کی مدد کرنی چاہئے۔

❖ آیت74

وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور جو لوگ ایمان لائے یعنی نبی ﷺ پر،

وَهَاجَرُواْ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ہجرت کی آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف

وَجَٰهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ۔۔۔۔۔۔۔اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا جیسے جنگ بدر کے موقع پر

وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ۔۔۔۔۔۔۔۔اور جن لوگوں نے انہیں پناہ دی یعنی انصار اور ان کی مدد کی یعنی مدینہ والے

أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ حَقّٗاۚ لَّهُم مَّغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ

❖ آیت75

یادرکھیے

یہاں دین کی مدد جن دو طریقے سے کی جاتی ہے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

یا مہاجرین کی شکل میں یا انصار کی شکل میں۔ یا انسان اللہ کے دین کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے یا قربان کرنے والوں کو پناہ دیتا ہے ان کی مدد کرتا ہے تو دونوں کے باہم تعاون سے دین آگے بڑھتا ہے۔

یہاں پر آپ ﷺ کے ساتھی جو مکہ سے آئے اور مدینہ والے انکے باہمی تعلق، اور ان کی محبت اور ایک مقصد میں اکٹھا ہونے کو بیان کیا جا رہا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح آپ ﷺ نے مکہ سے آنے والوں کو مدینہ والوں کا بھائی بھائی بنا دیا حتیٰ کہ انہوں نے ان کو اپنے باغوں میں، اپنے گھروں میں، اپنے اموال میں شریک کر لیا تھا۔

عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں میں ایک کو طلاق دیتا ہوں جس کو تم پسند کرو اور پھر تم چاہو تو اس سے نکاح کر لینا۔ لیکن انہوں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مجھے بازار کا رستہ بتاؤ میں خود کام کروں گا اور کماؤں گا۔

یعنی انہوں نے بھی لالچ نہیں رکھی کیونکہ وہ مال کے لیے تو آئے نہیں تھے۔ جس مقصد کے لیے آئے تھے جو نیت اور غرض ذہن میں تھی اسی کے لیے کام کر رہے تھے۔

✷ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس مہاجرین نے آکر عرض کیا اے اللہ کے رسول! جس قوم کے پاس ہم آئے ہیں ان سے بڑھ کر ہم نے کوئی ایسی قوم نہیں دیکھی جو بہت زیادہ خرچ کرنے والی ہے اور تھوڑا مال ہونے کی صورت میں بھی دوسروں کے ساتھ غمخواری کرنے والی ہے (اگر نہیں بھی پھر بھی دوسرے کا خیال کرتے ہیں دلجوئی کرتے ہیں بعض اوقات انسان کے پاس نہیں ہوتا لیکن کوئی اچھی بات ہی کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ہوتا ہے اور دے کر احسان جتا کر اسے ضائع کر دیتے ہیں) چنانچہ انہوں نے ہمیں محنت ومشقت سے باز رکھا ہمیں آرام وراحت میں شریک کیا یہاں تک کہ ہمیں خوف ہے کہ ساری نیکیوں کا ثواب ان کو نہ مل جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی بات نہیں جب تک تم لوگ اللہ سے ان کے لیے دعائے خیر کرتے رہو گے اور ان کا شکریہ ادا کرتے رہو گے۔

یعنی اگر کوئی آپ کے ساتھ احسان کرتا ہے تو آپ اس کو دل سے دعا دیں چاہے سامنے دیں، چاہے دل میں، یا کسی بھی قبولیت کے موقع پر دیں۔

محسنین کے احسان کو یاد رکھنا مومن کی شان ہوتی ہے اور پھر یہ کہ شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔

✷ اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں انصار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ باغوں کو ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے بیچ میں تقسیم کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا: نہیں اس پر انصار نے مہاجرین سے کہا: آپ لوگ ہمارے باغوں کی دیکھ بھال کا ذمہ لیں ہم آپ کو پیداوار میں شریک کر لیں گے مہاجرین نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا۔

لیکن انصار ہمیشہ ان کا خیال رکھنے والے تھے۔

✷ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ بحرین کے علاقے میں کچھ جاگیریں لوگوں کو دیں انصار نے مشورہ دیا کہ آپ ایسا نہ کریں تا کہ آپ ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی جاگیریں دیں جیسا کہ آپ ہمیں دیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دے رہے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک ہمارے بھائیوں کو نہ دیا جائے۔

یہ کیسا دل ہوتا ہے ؟اور یہ کیسے بڑے دل ہوتے ہیں ؟

اتنی بڑی وسعت کب آتی ہے ؟

جب پتا ہوتا ہے کہ ہر چیز کا اجر اللہ تعالیٰ سے ملنے والا ہے اور اس کا صرف پتہ ہی نہیں ہوتا بلکہ یقین بھی ہوتا ہے۔

توجو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ سے اجر کی توقع رکھتا ہے اس کے دل سے دنیا کے مال کی لالچ نکل جاتی ہے۔

وہ یہ سوچتا ہے کہ یہ اللہ تعالی کا دیا ہوا ہے اگر اللہ تعالی نے آج دیا ہے تو کل بھی دے گا اگر ہم نے آج کسی کو دیا ہے تو کمی تھوڑی آجائے گی۔

آپ صلی اللہ و علی وسلم نے فرمایا: عنقریب تم دیکھو گے کہ لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی ایسے حالات میں میری ملاقات تک صبر کرنا۔

سورت التوبۃ

- اس سورۃ کے دو نام ہیں۔ سورۃ البراءۃ سورۃ التوبہ۔
- جب کہ اجتہادی طور پر اس سورت کے 19 اور نام بھی بتائے گئے ہیں۔
- یہ سورۃ بسم اللہ کے بغیر شروع ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی طرح لکھوایا ہے اور پھر جب مصحف عثمانی تیار کیا گیا تو اس میں بھی اس کو اسی طرح لکھ دیا گیا۔

علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ

بسم اللہ امان ہوتی ہیں، اس صورت میں جہاد کا حکم نازل ہوا ہے اسی وجہ سے اس کے شروع میں امان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

توبہ کا لفظ سب سے زیادہ بار قرآن مجید میں اسی سورت میں آتا ہے تقریبا 16 بار اور اس کے بعد سورۃ البقرہ میں 13 بار آتا ہے۔

تو اس کا نام بھی پھر سورۃ التوبہ ہے۔

سورۃ الانفال جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی جو مدینہ کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے اور یہ بھی مدنی سورت ہے یہ آخری جنگ، جنگ تبوک کے بعد نازل ہوئی کچھ اس دوران نازل ہوئی۔ ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا ہے۔

دونوں کا مضمون باہم ملتا جلتا ہے دونوں میں غزوات سے متعلق زیادہ تر احکامات ہے اور اس کے علاوہ بھی اصلاح، تزکیہ و تربیہ کی باتیں ہیں۔

❖ آیت 1

جن مشرکین سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ تھا اب ان سے معاہدے ختم کئے جا رہے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے ان کے ذریعے دین کو مکمل کرنا تھا اور اب جو آپ ﷺ کے مخالفین تھے ان کو وارننگ دی جارہی ہے اپنا مستقبل تم سوچ لو اگر تم نے نبی کا ساتھ نہیں دیا تو یہاں تمہارے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں۔

❖ آیت 4

یہ بھی تقوی کی علامت ہے کہ انسان اپنے عہد کو نبھائے۔

جب حرمت والے 4 مہینے ذیقعدہ ذالحجہ، محرم، رجب) گزر جائیں تو مشرکین کو دی جانے والی مہلت ختم ہو جائے گی

❖ یادرکھیئے

توبہ اسی وقت سچی ثابت ہوتی ہے جب انسان کا عمل بدلتا ہے، زبانی توبہ کو عمل کے ساتھ ثابت کرنا لازم ہے۔

نماز کے ساتھ زکوۃ کا بھی حکم دیا گیا ہے کیونکہ ارکان خمسہ میں نماز کے بعد زکوۃ کا ذکر آتا ہے کیونکہ یہ فقراء کا حق ہے۔

کوئی بھی سوسائٹی اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کے کمزور لوگوں کو ان کا حق نہ دیا جائے۔

تو انہیں نماز اور زکوۃ کی شرط پر امان ملی۔

❖ **آیت 6** اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ بغیر علم کے جہالت میں لوگوں کو ختم نہیں کرو

❖ **آیت 11** اُخوت اسلامی کی بنیادیں بھی یہی ہیں صرف زبانی کلامی بات کرنا کافی نہیں بلکہ عمل کر کے دکھانا ضروری ہے۔

❖ آیت 13

یادرکھیے:

خوف خشیت اور رحمت صرف اللہ سے ہونی چاہیے۔

جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اللہ تعالی اس کے معاملات درست کر دیتا ہے پھر اس کے دل سے لوگوں کا خوف بھی نکل جاتا ہے۔

اور جو لوگوں سے ڈر کر ان سے ہی بنانے کی فکر کرتا ہے اللہ کو ناراض کر لیتا ہے تو لوگ بھی راضی نہیں ہوتے اور اللہ بھی ناراض ہوتا ہے اور پھر انسان کہیں کا بھی نہیں رہتا۔

اللہ سے ڈرنے کا معیار کیا ہے؟ اللہ سے ڈرنے کا مطلب کیا ہے؟

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ سے اس طرح ڈرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو کم از کم اتنا یقین رکھو کہ بے شک اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ کی خشیت کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَخۡشَ اللّٰہَ وَ یَتَّقۡہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۵۲﴾ سورۃ النور

اور کامیاب وہی ہیں جو اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں۔

اللہ کی خشیت کامیابی کی کنجی ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ﴿۱۲﴾ سورۃ الملک

یقیناً جو لوگ بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں، یقینا ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر۔

اللہ کا خوف نجات کا ذریعہ ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں جن میں سے ایک چھپے اور ظاہر میں اللہ کی خشیت ہے۔

❖ **آیت 16** اللہ تعالی وقتاً فوقتاً تم پر آزمائش ڈالے گا تاکہ تمہارے ایمان کا امتحان ہو سکے۔

❖ **آیت 18**

یاد رکھیے:

مسجدوں کی آبادی بھی تب ہی فائدہ دیتی ہے جب انسان عمل کرتا ہے، نماز ادا کرتا ہے مسجد کو صرف چندہ دے دینا ہی کافی نہیں ہے۔

مسجد میں آکر صرف صفائی کر دینا، خوشبو لگا دینا ہی کافی نہیں یا نقش و نگار بنانے کا اہتمام کرنا ہی کافی نہیں۔

مسجدوں کی آبادی

نمازیں ادا کرنے سے ہوتی ہے، وہاں تعلیم کے حلقے کرنے سے ہوتی ہیں۔

تو یہ مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مسجدوں کو آباد رکھیں۔

وہ اللہ کا گھر ہیں ہم اپنے گھروں کے بارے میں کیا چاہتے ہیں؟ کہ وہ آباد رہیں۔ تو کیا اللہ تعالی کا گھر آباد نہیں کریں گے ؟ سارا وقت اپنے گھروں میں رہیں گے۔

اللہ کے گھروں میں مستقل طور پر حاضری دینی فریضہ ہے۔

مردوں کی نماز جماعت کے ساتھ قبول ہوتی ہے الا یہ کوئی مجبوری ہو۔

یہاں پر اللہ سبحانہ وتعالی نے واضح کر دیا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے لوگ کون ہوتے ہیں۔

اور اس میں ایک خاص چیز بھی بتائی گئی کہ وہ لوگ صرف اللہ سے ڈرتے ہیں کیونکہ مسجد آباد کرنے کے راستے میں بھی طرح طرح کے خوف ہوتے ہیں جب انسان اللہ سے ڈرتا ہے تو ہر قیمت پر مسجد میں پہنچتا ہے۔

❖ **آیت 19**

حاجیوں کو پانی پلانا بہت بڑا نیکی کا کام ہے لیکن اس سے بھی بڑا کام بتایا جا رہا ہے۔

اللہ اور آخرت پر ایمان کے ساتھ اللہ کی راہ میں سخت محنت کرنا۔ صرف نیکی کے کاموں میں غریبوں کو کھانا کھلانا اور پانی پلانا ہی نہیں اور صرف مسجد کی صفائی ستھرائی ہی نیکی نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ایمان کی ترقی اور اللہ کی راہ میں کوشش یہ بہت ضروری ہے۔

اللہ کے نزدیک یہ برابر نہیں ہو سکتے۔ نیک اعمال تو بہت سے ہیں لیکن ان میں سے افضل ترین اعمال اللہ کے راستے میں خود کو تھکانا ہے۔

❖ آیت 21

آپ یہ دیکھیں کہ اگر آپ اللہ کے راستے میں نہ نکلیں اور لوگوں کو دین کی طرف نہ بلائیں تو مسجدیں آباد ہوں گی بھلا۔

یہ مسجد صرف نماز پڑھنے کے لیے نہیں بلکہ اللہ کے دین کی تعلیم کے لیے آباد ہے اور اس کے پیچھے کتنے لوگوں کی کتنی محنت موجود ہے جنہوں نے آپ تک دعوت پہنچائی اور یہاں لانے کا انتظام کیا اور پھر ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا، لوگوں کو مستقل motivate کیا اور کئی کئی گھنٹے کا سفر کیا تو یہ سب چیزیں محنت سے تعلق رکھتی ہیں جس میں انسان کو اپنا خون جلانا پڑتا ہے۔

ایک یہ ہے کہ آپ صفائی کر دیں لیکن وہ آرام کا کام ہے، انسان کا دل بھی خوش ہوتا ہے لیکن جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اس کو چار باتیں بھی سننا پڑ جاتی ہیں کہ کیوں پیچھے پڑ جاتے ہو آ جائیں گے جب ہمارا دل چاہے گا، اور یہ کوئی ضروری تو نہیں، اور کیا قرآن ہی پڑھنا نیکی ہے اور نیکی کے اور کام نہیں کیا ہم گھر والوں کی خدمت نہیں کر رہے، بچے نہیں پال رہے۔ یہ سب بھی بلاشبہ نیکیاں ہیں لیکن اگر وہ بچے دین پر ہی نہ رہے تو ان کو کھلانا پلانا، بڑا کرنا، پڑھانا اور کاروبار لگانا وہ کس کام آئے گا کیا ایسی اولاد صدقہ جاریہ بنے گی تو اس کے لیے صرف مسجد کا امام کافی نہیں جس کے پاس ایک سیشن میں اس کو پکڑ کر لے جائیں اور وہ اس کو مسلمان بنا دے۔

اس کے لیے آپ کے پاس علم ہونا ضروری ہے، آپ کے پاس ایمان ہونا ضروری ہے۔ تاکہ آپ ان کو مستقل طور پر روزانہ ان کو دین کی دعوت دیتے رہیں تو اس لیے مسلمان عورتوں کا بھی دین کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ جاہل ماں جاہل اولاد پیدا کرتی ہے جس ماں کو خود علم کی قدر نہیں ہوتی، خود علم میں محنت نہیں کرتی وہ بچوں کو بھی کچھ نہیں سکھا سکتی۔ فطری طریقہ سے آپ چھوٹی چھوٹی باتیں سکھاتے ہیں وہ بچے بڑے بڑے مدارس میں بھی نہیں سیکھ سکتے کیونکہ وہ آپ کے عمل سے سیکھ رہے ہوتے ہیں، آپ کے رویے سے سیکھ رہے ہوتے ہیں، آپ اذکار کر رہے ہوتے ہیں اور وہ اپنی ماں کو ہلتا ہوا منہ دیکھ کر ہی سیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہماری ماں کچھ اچھا کام کر رہی ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ آپ کو پتہ ہو اور اس کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہوتی ہے گھر کے کاموں کے ساتھ ساتھ باہر کے کاموں کے لیے نکلنا محنت مانگتا ہے جب ہم اپنی دنیا کے لیے نکل سکتے ہیں تو کیا اپنے دین کے لیے نہیں نکل سکتے یہ افضل درجے کا کام ہے، ایک ایک قدم پر درجے بلند ہوتے ہیں، اور فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں اور فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور آپ کا ذکر اللہ کے پاس ہوتا ہے تو اس لیے اس کام کو معمولی نہ سمجھیں، اسے نیکی کا کام سمجھ کر کرتے رہیں۔ اور پھر اس تعلیم کے دوران آپ کو طرح طرح ٹپس ملتی رہتی ہیں اور پھر آپ کسی نئے پروجیکٹ کے لیے صدقہ کرتے ہیں، نیا راستہ ڈھونڈتے ہیں اور ایک نئی نیکی میں اضافہ ہوتا ہے تو اس طرح آپ progress کرتے ہیں grow کرتے ہیں اور most productive زندگی بسر کرتے ہیں۔

❖ آیت 24

یاد رکھیے

زندگی کے ہر معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کو مقدم رکھنا ہو گا۔ ان کی اطاعت کو، ان کے قول کو، ان کی رضا کو، اللہ سے خوف اور امید بھی، اللہ سے بڑھ کر کسی اور سے نہیں اگر ایسا نہیں تو اللہ سبحانہ وتعالی اپنا فیصلہ لے آئے گا تو ایمان والے وہ ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہو اور اگر کوئی زبان

سے دعوی کریں تو یہ دعوی ان کا جھوٹا ہو گا اور وہ اپنے قول سے اپنی ہی بات کو جھٹلا رہا ہو گا تو اس لیے ضروری ہے کہ ہماری محبتوں کا محور اور مرکز اللہ اور اس کا رسول اور اس کی راہ میں محنت ہو۔ ہمیں اپنے گھر والوں سے زیادہ، اپنے مال واولاد سے زیادہ اپنی ذات سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہونی چاہیے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے گھر والوں، اس کے مال، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والد اور اس کی اولاد سے بھی زیادہ اس کا محبوب نہ ہو جاؤں۔

❖ آیت 25

اس سورۃ میں غزوہ تبوک کے علاوہ غزوہ حنین کا ذکر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرنے کے بعد بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ حنین کی طرف ارادہ کیا کیونکہ آپ کو مستقل خبریں مل رہی تھی کہ وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن حنین ہوازن اور ثقیف کے قبائل بہت ماہر تیر انداز تھے انہوں نے پہلے سے ہی اپنی جگہ مُتعیَّن کر رکھی تھی اور پوری طرح تیار تھے، مسلمانوں کے پاس اس وقت اتنی فوج تھی جو آج سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی تو انہیں اللہ کی مدد سے زیادہ اپنی کثرت پر فخر آگیا یعنی اپنی کثرت پر انہیں تعجب ہوا، خوش ہو گئے کہ آج ہمیں کوئی نہیں ہرا سکتا کیونکہ ہم تعداد میں زیادہ ہیں تو اللہ سبحانہ وتعالی نے معاملہ برعکس کر دیا۔

وسائل اور اسباب ضروری ہوتے ہیں لیکن ان پر بھروسہ نہیں کیا جاتا، بھروسہ اللہ کی ذات پر ہوتا ہے۔

ہوازن اور ثقیف کے تیر اندازوں نے مسلمانوں پر وہ تیر برسائے کہ مسلمان پلٹ گئے۔

❖ آیت 26

حنین میں مسلمانوں کو کثیر تعداد میں جنگی قیدی اور مال غنیمت حاصل ہوا تھا اور یہ سب اللہ کی مدد سے ہوا۔

حنین والے طائف کے علاقے کے لوگ تھے ہمیں معلوم ہے کہ طائف کے علاقے کے لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قیدی واپس کر دیئے تو وہ کثرت سے مسلمان ہو گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو کل تک آپ کے دشمن تھے اور آپ کو کہا بھی گیا تھا کہ آپ چاہیں تو بدلہ لے سکتے ہیں ان سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید ان کی نسلوں میں سے کوئی مسلمان ہو جائے۔ تو اس کے بعد یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور پھر انہی کی نسلوں میں سے محمد بن قاسم اور بہت سے لوگ نکلے جو مسلمانوں کے لئے دنیاوی کامیابیوں کا ذریعہ بنے۔

❖ آیت 28

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے راستے میں انسان کو دنیاوی مفاد سے پیچھے ہٹنا پڑتا ہے پھر اللہ سبحانہ تعالی جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ دے دیتا ہے کسی اور رستے سے دے دیتا ہے جو ملنا ہے وہ تو مل کے رہنا ہے اسے نافرمانی سے حاصل نہ کریں اسے اللہ کی اطاعت سے حاصل کریں۔

رزق کی تقسیم مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہیں فقر سے مت ڈرو۔ مشرکین مکہ جو تھے وہ مکہ میں غلہ لاتے تھے ان کو وہاں آنے سے روک دیا گیا تو مسلمانوں کو ڈر ہوا کہ غذائی قلت ہو جائے گی تو کہا گیا کہ نہیں اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

اور پھر وہی ہوا سارا عرب مسلمان ہو گیا اور مکہ کی طرف ہر طرف سے غلہ آنا شروع ہو گیا، دولت کی ریل پیل ہو گئی۔

- **آیت 29** مشرکین مکہ کے بعد اہل کتاب سے نمٹنے کی تلقین کی جارہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جزیرۃ العرب میں سب کو مسلمان کرنا تھا۔

- **آیت 31**

عدی بن حاتم جو عیسائی تھے جب مسلمان ہوئے اور انھوں نے یہ آیت سنی تو انہوں نے کہا ہم تو اپنے علماء کو اپنا رب نہیں بناتے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کیا تم ان کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھتے۔

رب وہ ہوتا ہے جو قوانین دیتا ہے۔

- **آیت 32**

وہ چاہتے ہیں اپنے غلط پروپیگنڈوں سے اسلام کے خلاف ایسی باتیں کریں کہ لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں اگر ان باتوں سے، اس پروپیگنڈے سے ہی اسلام کو ختم ہونا ہوتا تو اب تک ہو چکا ہوتا کیونکہ ہر دور میں یہ کوشش جاری رہیں کہ ایسی کوشش کرو اور ایسی ایسی غلط باتیں اسلام کے ساتھ منسوب کرو کہ لوگ مسلمان نہ ہوں اور جو ہیں وہ بھی اسے پھر جائیں۔

لیکن اللہ کا وعدہ کیا ہے؟ اللہ کو یہ بات منظور نہیں وہ اس پروپیگنڈے کو کامیاب نہیں ہونے دے گا۔

- **آیت 33**

دین کو غالب کرنے کا مطلب کیا ہے؟ کہ لوگ کثرت سے مسلمان ہو جائیں۔

- **آیت 35**

اگرچہ یہ آیت ایک خاص پس منظر میں ہے لیکن پھر یہ سب کے لئے عام ہے۔

کنز وہ مال ہوتا ہے جس کی زکوۃ ادا نہ کی جائے۔ تو یہاں ایسے سب لوگوں کو وارننگ دی جارہی ہے کہ اگر وہ مال جمع رکھتے ہیں اور اس میں سے اللہ کا حق نہیں دیتے ، غریبوں کا حق نہیں دیتے تو پھر وہ مال قیامت کے دن ان کے لئے مصیبت بن جائے گا جس دن وہ سونے اور چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا یہ زکوۃ نہ دینے والے کا انجام بتایا جارہا ہے کہ حشر کے میدان میں ہی حشر ہو گا اس کا۔

اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا دنیا میں اس کی زکوۃ نہیں نکالی لہذا اب اپنی جمع شدہ دولت کا مزہ چکھو۔

اگر انسان اس مال کو خرچ کرتا ہے تو اللہ اس کے بدلے میں اور لے آتا ہے اس میں برکت پیدا کرتا ہے۔

زکوۃ کے لفظی معنی نشو و نما بھی ہیں نُمو بھی ہے یعنی زکوۃ دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ پاک ہوتا ہے اور بڑھتا ہے۔

جیسے اچھے خاصے مفید پودے کے ساتھ جب weeds اگ آتی ہیں اور ان کو نکال دیا جاتا ہے تو اصل پودا خوب مضبوط ہو جاتا ہے خوب پھل لاتا ہے۔

تو جس مال میں برکت ہوتی ہے اس کی خیر بہت زیادہ ہوتی ہے اور جو لوگوں سے روک کر رکھا جائے وہ انسان کے لیے وبال جان بن جاتا ہے۔

تو اس لیے بہت ضروری ہے کہ انسان اپنے مال کی زکوۃ باقاعدہ نکالتا رہے وہ مال جو دوسروں کے لئے چھوڑ گئے اپنے بھی کام نہ آیا اور قیامت کے دن وبال بنے گا۔

اصل میں اتنی سخت سزا کیوں دی گئی؟

انسان سب سے زیادہ مال سے محبت کرتا ہے تو اللہ کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ انسان کو اس کی محبوب ترین چیز سے ہی توڑتا ہے۔

آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں جس انسان سے، جس چیز سے جس انسان سے جتنی زیادہ محبت کریں گے وہ اتنا زیادہ آپ کا دل توڑنے والا بنے گا مال سے زیادہ محبت کریں گے تو وہ مال آپ کے لیے مصیبت کا باعث بنے گا۔

تو محبوب چیز کے ذریعہ ہی عذاب دیا جائے گا، وہ مال گرم کر کے لگایا جائے گا۔

تو یاد رکھیے

جو شخص کسی چیز سے محبت کرے اور اسے اللہ کی اطاعت سے آگے کر لے۔

مثلاً بچہ اتنا پیارا ہے کہ اس کو بہلاتے، کھلاتے پلاتے، سیر کراتے نماز چھوڑ دیں تو وہی بچہ سخت نافرمان ہو گا اور مصیبت کا باعث بنے گا کیونکہ اس کو بت کی طرح پالا، اللہ کا حکم پیچھے اور اسی کو ہی دیکھتے رہے اور اسی طرح باقی چیزیں بھی۔

❖ آیت 36

سال کے 12 مہینے پہلے دن سے ہی ایسے ہیں۔

اہل عرب لڑائی کے بڑے دلدادہ تھے حرام مہینوں میں لڑائی کرنا منع تھا جب وہ حرام مہینوں میں لڑنا چاہتے تو حرام کو حلال کر لیتے اور حلال کو حرام کر لیتے۔

یعنی سال کے 4 مقرر مہینوں کے علاوہ اپنی مرضی سے کوئی بھی 4 مہینے حرام بنا لیے۔

دین میں اس طرح کی تبدیلی کی اجازت نہیں ہوتی کہ انسان اس میں اپنی خواہشات اور اپنی مرضی سے اس کو داخل کر کے دین کا نام دے دے۔ جیسے بنی اسرائیل نے ہفتے کے دن مچھلیاں پکڑ کر حیلہ سازی کی تھی یہاں مشرکین عرب بھی یہی کر رہے تھے۔

❖ آیت 38

اب غزوہ تبوک کی طرف اشارہ ہے۔ 600 میل دور، سخت گرمیوں کا موسم کھجوروں کے باغ پکے ہوئے اور سب کو نکلنے کی دعوت دی گئی یعنی یہ فرض درجے میں حکم تھا۔ سب کے لیے نکلنے میں مشکل ہوئی۔

آخرت کے مقابلے میں یہ چند دن کا فائدہ بہت تھوڑا سا ہے یہ چند دن کی راحت اور پھر ہمیشہ کی تکلیف۔

یہاں پر مسلمانوں کو دنیا کی راحت کو آخرت کی راحت پر مقدم کرنے کی وجہ سے ڈانٹ مل رہی ہے کیونکہ آخرت کی راحت دنیا کی مشقت کے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی۔

یادرکھیے

رمضان کے دن مشقت والے۔ اللہ کی خاطر کھانا، نیند، آرام سب کچھ قربان اللہ کی خاطر۔

آخرت کی جنت پانے کے لیے۔

✷ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

جس نے دنیا طلب کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا۔ اور جس نے آخرت کی چاہت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان دیا پس تم باقی رہنے والی آخرت پر فنا ہونے والی دنیا کا نقصان ہونے دو۔

دنیا سے مکمل طور پر کنارہ کش نہیں ہونا چاہیے لیکن جہاں دین کا بڑا فائدہ ہو وہاں سے پیچھے بھی نہیں رہنا چاہیے۔

بعض اوقات دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی چیز کو کمپرومائز کرنا پڑتا ہے لوگ دین کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں اور دنیا کو آگے کر لیتے ہیں، نہیں دین کو پیچھے نہیں چھوڑنا۔

❖ آیت 40

مدینہ میں مشکل ترین حالات تھے جنگ تبوک بہت بڑا امتحان تھی۔ اب یہ وارننگ دی جاری ہے اگر تم جنگ میں نہیں نکلو گے، نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ساتھ نہیں دو گے، رومیوں کے مقابلے میں نہیں جاؤ گے۔ تو اللہ نے تو اپنے نبی کی مدد اس وقت بھی کی تھی جب کفار نے اسے مکہ سے نکال دیا تھا ہجرت کا موقع یاد کریں جب کہ وہ دونوں غار میں تھے دوسرا کون تھا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

سبحان اللہ دشمن سر پر پہنچا ہوا ہے اور اللہ پر اتنا توکل کہ فکر نہیں کرو غم نہ کرو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان بھی بہت بڑا تھا لیکن پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انکو تسلی دے رہے ہیں۔

کیونکہ ابو بکر انسان تھے۔

اور **وتواصو بالحق وتواصو بالصبر** ہر لیول پر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ہم بعض اوقات اپنے بزرگوں کو بڑوں کو علماء کو دین کی طرف بلانے والوں کو کسی مشکل وقت میں چھوڑ دیتے کہ ان کو سب کچھ پتہ ہے کہ یہ تو خود ہی سمجھ جائیں گے نہیں وہ بھی بھولنے والے ہوتے ہیں بعض اوقات سکھانے والے پڑھانے والے جن کو پڑھاتے وہ زیادہ یاد رکھتے ہیں مشکل وقت میں ان کو سبق زیادہ یاد آتا ہے ہمارے دین کا حکم کیا ہے تو اس لیے ہمارے دین نے ایک بڑا خوبصورت **اصول دے دیا ہمیں کامیاب ہونے اور نقصان سے بچنے کے لیے**

و تواصو بالحق و تواصو بالصبر کرتے رہو۔

جب کوئی پھسلنے لگے جب کوئی گھبرانے لگے اس کو تھام لو اس کو تسلی دو۔

اس آیت سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ ان کے دین پر بڑے احسانات تھے۔

✷ عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں باہر تشریف لائے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی آپ ممبر پر بیٹھے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا:

کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس نے ابو بکر بن قحافہ سے زیادہ مجھ پر اپنی جان ومال کے ذریعے احسان کیا ہو اور اگر میں کسی کو لوگوں میں سے دوست بناتا, خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کی دوستی سب سے افضل ہے میری طرف سے ابو بکر کی کھڑکی چھوڑ کر اس مسجد کی تمام کھڑکیاں بند کر دی جائیں اور یہ ان کے احسان کی وجہ سے ان کو اعزاز دیا گیا تھا کہ ان کی کھڑکی کھلی رکھی گئی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت خرچ کرنے تھے۔

نبی کریم نے فرمایا ابو بکر کے مال نے مجھے جتنا نفع پہنچایا اتنا کسی کے مال نے نفع نہیں پہنچایا۔

یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا اللہ نے مجھے صرف آپ کے ذریعے فائدہ پہنچایا, اللہ نے مجھے صرف آپ کے ذریعے فائدہ پہنچایا, اللہ نے مجھے صرف آپ کے ذریعے فائدہ پہنچایا. کہ آپ اسلام لے کر آئے، آپ دین لے کر آئے ورنہ ہم کہاں جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے.

ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں ہر لازم ہر جگہ ساتھ ہوتے تھے جب آپ تبلیغ کے لئے نکلتے ساتھ جاتے. آپ کو قبائل کے بارے میں بہت معلوم تھا تو آپ کو گائیڈ کرتے کہ کس قبیلہ سے کس طرح بات کی جائے.

غار ثور میں بھی آپ کے ساتھی تھے ہجرت میں بھی آپ کے ساتھ رہے.

ہجرت کا حکم آنے سے چار مہینے پہلے ہی اونٹنیاں پالنی شروع کر دی تھیں تیاری اس امید پر کہ شاید مجھے بھی آپ کا ساتھ نصیب ہو جائے.

مدینہ میں بھی آپ کے ساتھ ہر جنگ میں حاضر رہے بدر, احد, خندق, فتح مکہ, حنین, تبوک کہیں بھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا. یہ آپ کے ساتھ وزیر کی طرح تھے.

مرنے کے بعد بھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا. آج ہم سب گواہ ہیں کہ حجرہ مبارک میں آپ کی قبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اس سے بڑا کسی کا مقام کیا ہو سکتا ہے کہ اس کو مرنے کے بعد اتنی اچھی عاقبت نصیب ہو اور اتنا اچھا ساتھ نصیب ہو

کیونکہ دنیا میں انہوں نے سخت ترین حالات میں آپ کا ساتھ دیا تھا تو جو شخص دنیا میں قربانی کرتا ہے دین کا مددگار بنتا ہے انصار اللہ بنتا ہے تو اللہ تعالی دنیا میں بھی اور آخرت میں اس کی مدد کرتا ہے.

اور پھر یہاں **لا تحزن** غم نہ کرو.

غم جو ہے انسان کی صلاحیتوں کو کھا جانے والا ہوتا ہے اس لئے حتی الوسع کوشش کرنی چاہیے کہ غم اور ڈپریشن سے انسان باہر نکلے اس کے لیے دوا بھی کھائے, دعا بھی کرے, کوششیں بھی کرے ہر طرح کی محنت کرے اور دعاؤں میں خصوصی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

اے اللہ !بے شک میں تیری پناہ لیتا ہوں دکھ اور غم اور عاجزی اور سستی اور بخل اور بزدلی اور قرض کے بوجھ اور لوگوں کے دباؤ سے

نبی کریم ﷺ پر پریشانی آتی تو

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو نہایت عظمت والا بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب، عرش کریم کا رب ہے۔

❖ آیت 41

ہلکے بھی نکلو,بو جھل بھی نکلو,آسانی ہے یا مشکل ہے پھر بھی نکلو.

سفر دور کا تھا لیکن مومنوں کو ابھارا گیا اور اپنے اموال اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو مال پہلے اور جان بعد میں.

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ مال کے ساتھ جہاد کرنا نفس کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ مقدم ہے یعنی دین کی سپورٹ میں اپنا مال نکالتے رہنا یہ نہیں کہ کسی ایک دن نکال دیا مال دیا کافی ہو گیا ہر روز کچھ نہ کچھ نکالا کریں جب جب موقع ہو نکالتے چلے جایا کریں تا کہ اللہ کے دین کو قوت حاصل ہو تو یہاں اللہ سبحانہ وتعالی نے دونوں کا ذکر کر دیا.

بعض اوقات ہم صرف مال دے کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں کہ ہم نے سپورٹ کر دیا کسی بھی مشن کو اور ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے ہم دنیا کمانے میں لگے ہوئے ہیں تم ہمارا مال لو اور اپنا وقت لگاؤ اور صرف چند لوگ گنتی کے رہ جاتے ہیں وہی ہر کام میں حاضر ہوتے ہیں جن سے سب کچھ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے جتنے زیادہ ہاتھ ہوں گے اتنا ہی کام جلدی نمٹے گا اتنا ہی پھیلے گا اور اتنا ہی بڑھے گا تو صرف اپنا مال والنٹیئر نہ کیا کریں اپنا وقت بھی کیا کریں کچھ نہ کچھ وقت خیر کے کسی کام میں ضرور لگایا کریں اس سے آپ کے دل کی پریشانیاں ختم ہو گئی اور فی سبیل اللہ لگایا کریں کیونکہ بعض اوقات ہم دین کے معاملے میں بھی چاہتے ہیں کہ کچھ دنیا ملے گی تو ہم دین کے رستے میں آئیں گے ٹھیک ہے اگر آپ سارا کچھ چھوڑ کر صرف یہی کر رہے ہیں تو حق بنتا ہے مسلمانوں کو بھی غنیمت میں سے ملتا تھا لیکن اگر اللہ نے آپکو دوسرے وسائل سے بہت کچھ دیا ہوا ہے تو مال اور جان دونوں اس رستے میں لگائیں اونچے درجے پانے کے لئے۔

❖ آیت 42

کیونکہ مومن تو چاہتے نہ چاہتے تیار ہو گئے لیکن جو منافق تھے انہوں نے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے چھٹی لے لی وہ آکر اپنا کوئی عذر بیان کرتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری طرف منہ بھی کر لیتے اور کہتے ٹھیک ہے نہیں جاؤ تمہاری مجبوری ہے insist نہیں کرتے تھے.

اللہ تعالی فرما رہے ہیں اب کو چھٹی نہیں دی جانی چاہیے تھی پھر پتہ چل جاتا کہ یہ کتنے مخلص لوگ ہیں.

اللہ سبحانہ وتعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح مخاطب کر کے ایک حکم دے رہے ہیں، آپ بھی جب کسی کو نصیحت کرنی ہو اور آپ کو اندازہ ہو کہ وہ اسے اچھی نہیں لگے گی تو پہلے اس کو دعا دیں اور اس کی خوبیوں کا ذکر کریں ہمدردی ظاہر کریں.

ہم میں سے بعض ایک بڑی غلطی کرتے ہیں میں ایک بات کہوں گی آپ مائنڈ نہ کرنا.

پہلے ہی ایک تیر برسا دیتے ہیں بندہ خوف زدہ ہو جاتا ہے کونسا پہاڑ ٹوٹنے لگا ہے اور ساری توجہ اس پر چلی جاتی ہے.

نصیحت پر دھیان کم ہی جاتا ہے.

اور آپ کی بات متاثر کن نہیں رہتی. قرآن یہ حکمتیں سکھاتا ہے اپنے گھر سے شروع کریں اپنے بچے کو بھی مشکل سے مشکل کام کہنا ہے پہلے اس کی تعریف کریں اس کا حوصلہ بڑھائیں اور اس کو بتائیں کہ تم بڑی بڑی مشکلوں میں بڑے ثابت قدم ثابت ہوئے ہو فلاں جگہ فلاں وقت میں تم نے یہ کمال کیا تھا مجھے تم سے امید ہے کہ تم یہ کام بھی کر جاؤ گے وہ خوش ہو کر شروع ہو جائیں گے.

لیکن ہم کہتے ہیں کہ نکمے ہو,کچھ نہیں کیا,اب بھی تم سے کوئی توقع نہیں لیکن یہ کہ کرنا ہی پڑے گا تمہیں.

اپنی بات کو خود ہی گنوا دیتے ہیں یا پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں اور دوسرے کو سوچنے کا موقع بھی نہیں دیتے جب کوئی مشکل ڈالنی ہو کسی پہ تو آسانی سے بات کریں پہلے ذہنی طور پر تیار کریں جب زمین کو نرم کر لیا جاتا ہے تو ہر طرح کا بیج قبول ہو جاتا ہے پھر تھوڑا تھوڑا پانی بھی ڈالتے رہیں تاکہ زمین نرم ہی رہے پودا اگ سکے ہم کیا کرتے ہیں ایک دفعہ تعریف کی اور اس کے بعد ہم بھول گئے تو اس کے بعد ڈانٹ ڈپٹ پھر کام نہیں کیا پھر بار بار یاد دہانی بھی کرائیں کہ وہ جو کام تھا اس کا کیا بنا اگر کوئی مشکل ہے تو ملکر سوچتے ہیں غور کرتے ہیں تو اس طریقے سے راہیں ہموار ہو جایا کرتی ہیں۔

❖ آیت 45

یاد رکھیے

بعض اوقات دین کا کام چھٹی کے دن بھی کرنا پڑ جاتا ہے جب سب کی چھٹی ہوتی ہے آپکو کام کرنا پڑ جاتا ہے,سب لوگ چلے جاتے ہیں,ٹریول کر جاتے ہیں۔ آپکو ان کی جگہ کام کرنا پڑ جاتا ہے.

اس وقت بیزار ہو کے کام نہ کریں بلکہ سعادت سمجھ کے کریں کہ اللہ تعالی نے مجھے چنا اگر وہ لوگ ہوتے تو میں کہاں اس قابل تھی.

لیکن عموما انسانی نفسیات ہے جب دیکھتے ہیں کہ سب بھاگ رہے ہیں تو انسان کہتا ہے کہ میں بھی بھاگ چلوں۔

اس موقع پر بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھنا چاہیے اور جہاں جس موقع پر بھی کسی کام کے لیے کوئی تیار نہ ہو تو اس کے لئے خود کو پیش کر دیا کریں کہ یہ میں کرلوں گی.

کیونکہ اپنے ذاتی کاموں کو ہم سب بڑے شوق سے کرتے ہیں گھر میں مہمان آرہے ہوں کرسیاں لگانی ہوں بھاگ بھاگ کر کریں گے لیکن اگر مسجد میں کرسیاں لگانی ہو تو کیا ہم ہی رہ گئے ہیں والنٹیرز کرنے کو اور لوگ کہاں ہیں۔

آپ کو اللہ نے موقع دیا ہے شکر کریں کہ آپ سے کوئی خدمت لی تو اس لئے نیکی کے کاموں میں جو فی سبیل اللہ ہوں پیچھے نہ رہا کریں کیونکہ وہ صرف اللہ کے لئے ہو رہے ہوتے ہیں.

دین آگے نہیں بڑھتا جب تک ہم فرض کے ساتھ نفل ادا نہ کریں.

کیونکہ ہم فرائض کو میری ڈیوٹی کیا ہے میرا دن کونسا ہے بس اتنے کے لیے میں حاضر ہوں بس اس کے بعد کوئی مجھے کونٹیکٹ نہ کرے میسج بھی نہ کرے یہ کیا ٹرینڈ ہے

بعض اوقات ایمرجنسی بھی ہوتی ہیں ہر کام صرف وقت کے اندر پورا نہیں ہوتا اور کتنا ہی وقت ایسا ہوتا ہے جب ہم کوئی کام بھی نہیں کر رہے ہوتے تو اس وقت کا ہی کفارہ ادا کر دیں کہ جب آپ اس ٹائم کی پینٹ لے رہے تھے اور اس وقت آپ کے پاس کوئی کام نہیں تھا اور اب اگر آپ سے وقت کے بعد کوئی کام کرنے کو کہا جا رہا ہے تو اس میں کر کے اپنے اس وقت کا بھی کفارہ دے دیں.

دین کے کام میں چاہے وہ ایک کیل ہی ٹھونکنا کیوں نہ ہو اس کو سعادت کا باعث سمجھا کریں,جب تک ٹھنکار ہے گا آپ کا اجر لکھا جائے گا کہیں پینٹ ہی کیوں نہ کرنا ہو جب تک وہ برش پھر ا رہے گا آپ کے حصے میں اجر لکھا رہے گا، کوئی مسجد میں تلاوت سنتا رہے گا آپ کے حصے میں بھی اجر لکھا جائے گا۔

فاستبقوا الخیرات نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

کیونکہ جب انسان دین کے کام سے پیچھے ہٹتا ہے تو اسے چین نہیں آتا پھر بے چینی ضرور لگی رہتی ہے جب منع کر دیتا ہے انسان کسی خیر سے اس کے بعد انسان آرام کی نیند نہیں سو سکتا۔

❖ **آیت 46** اللہ نیکی کی توفیق چھین لیتا ہے۔

نیکی کے کسی کام میں پیچھے رہ جانا خوشی کی بات نہیں، افسوس کی بات ہے کہ اللہ نے چنا ہی نہیں۔

❖ **آیت 47**

ہر جماعت کے اندر ایسے لوگ ہوتے ہیں جو منفی پروپیگنڈا کرنے والوں کی باتوں میں آجاتے ہیں۔ ہوتے بھولے بھالے لوگ ہیں ان کی نیت نہیں خراب ہوتی لیکن مثبت بات کم اثر کرتی ہے اور کسی کے خلاف منفی بات بڑی جلدی قبول کرتے ہیں کیونکہ شیطان اس کو بہت خوبصورت بنا دیتا ہے۔

❖ **آیت 48** ان کو اسلام کی ترقی پسند نہیں تھی لیکن اللہ نے وہ ترقی عطا کر دی۔

❖ **آیت 49**

جد بن قیس منافق کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر عجیب بہانا کیا کہا کہ میں نے سنا ہے رومیوں کی عورتیں بہت خوبصورت ہیں مجھے ڈر ہے کہ میں اپنے آپ پر صبر نہیں کر سکوں گا اور فتنے میں پڑ جاؤں گا تو مجھے آپ معاف کیجیے میں ساتھ نہیں جا سکتا۔

❖ **آیت 50** دل سے دشمن حاسد ہیں۔

❖ **آیت 53** منافقین کی طرف اشارہ ہے۔

منافقین بعض اوقات شرماشرمی کچھ نہ کچھ لے آتے تھے کہ ہم خود تو نہیں جا سکتے لیکن یہ ہماری طرف سے رکھ لیجیے۔ کیونکہ ایسی بد دلی کے ساتھ دینے سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔

صدقہ وہ قبول ہوتا ہے جو دل کی خوشی کے ساتھ دیا جائے اللہ کی رضا کے لیے دیا جائے۔

❖ **آیت 54** سستی کے مارے پڑھی ہوئی نمازیں اور بد دلی کے ساتھ دیئے ہوئے صدقات اللہ کو نہیں چاہیے۔

اپنی دنیا کے لیے تو خوشی کے ساتھ بھاگتے ہو اور اللہ کی طرف آتے ہوئے کتراتے ہو۔

اللہ کو ایسے لوگ نہیں چاہیے۔

آپ ﷺ کا طریقہ کیا تھا؟

دنیا کے سارے کام چھوڑ کر فورا نماز کے لیے اٹھتے تھے۔

✷ اسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے انہوں نے کہا آپ اپنے گھر کے کام کاج کرتے تھے، گھر والوں کی خدمت کرتے تھے (سبحان اللہ باہر کے سارے بڑے بڑے کام سرانجام دیکر گھر میں بھی آکر چین سے نہ بیٹھتے تھے گھر والوں کے کام کرتے تھے) جب نماز کا وقت ہوتا تو فوراکام کاج چھوڑ کر نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔

✷ کیونکہ آپ ﷺ کہا کرتے تھے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

✷ بلال نماز کی اقامت کہو، ہمیں اس سے راحت پہنچاؤ۔

مومن کے لیے نماز سکون، تسلی کا باعث ہے لیکن منافق کے لیے بڑی بھاری ہے۔

❖ آیت55

انسان جب دیکھتا ہے کہ جو لوگ دنیا کے لیے محنت کرتے ہیں وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں اور ہم دین کی خدمت کرتے پیچھے رہ گئے ہیں تو اس پر حیران نہ ہوں اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ انہی چیزوں کے ذریعے انہیں دنیا کی زندگی میں سزا دے۔

یہی کامیاب اولادان ماں باپ کو پلٹ کر پوچھتی بھی نہیں۔

کافروں کے لیے مال اور اولاد دنیا میں فتنے اور آزمائش کازریعہ ہیں لیکن اس کے برعکس مومن کے لیے مال اور اولاد صدقہ جاریہ بنتے ہیں۔

❖ آیت58

منافقین وہ لوگ ہیں جو دنیاوی اغراض کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں ملے تو خوش نہ ملے تو ناراض۔

✷ آپ ﷺ نے فرمایا:

دینار اور درہم کا بندہ اور چادر کا بندہ ہلاک ہو جائے اگر اسے دیا جائے تو راضی ہوتا ہے اور نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے، ہلاک ہو جائے، اور سرنگوں ہو جائے جب اس کو کانٹا چبھے تو کوئی نہ نکالے (بد دعادی)۔

ایسے لوگ جو صرف مفاد پرست ہیں صرف مطلبی ہیں تو ان کو ان کی کسی کوشش کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں اور ارادوں کو خوب جانتا ہے۔

❖ آیت60

یہ صدقات واجبہ کی بات ہے۔ زکوۃ کی تقسیم کے مصارف بتائے جارہے ہیں کہ زکوۃ کس کو دی جانی چاہیے؟

فقیروں۔۔۔جن کے پاس کچھ بھی نہیں

مسکینوں۔۔۔۔ہے لیکن پورا نہیں پڑتا

کارندوں۔۔۔ورکرز کے لیے جو زکوۃ کی وصولی پر مقرر ہیں زکوۃ کا حساب کتاب کرتے ہیں

تالیف قلب۔۔۔۔وہ لوگ جو ابھی اسلام لے آئے ہیں ان کی مالی مدد کے لیے تاکہ وہ اسلام پر جم جائیں ان کے مسائل حل ہو جائیں

غلام آزاد کرنے

قرضداروں کے قرض اتارنے میں

اللہ کی راہ میں۔۔۔یعنی دین کی ترقی اور خدمت میں، دین کی تعلیم میں

مسافروں پر خرچ کرنے کے لیے۔۔۔وہ مسافر جو گھر سے بے گھر ہو جائیں اور ان کے پاس ضرورت کا سامان نہ ہو۔

یہ فرض صدقہ ہے۔

اس میں علماء کے درمیان اس بات پر اختلاف ہوا ہے کہ کیا ہر مد میں تھوڑا تھوڑا دیا جائے؟ یا جہاں زیادہ ضرورت ہو وہاں دیا جائے؟

ممکن ہو تو بانٹ کر دیں اور اگر کسی ایک جگہ زیادہ ضرورت ہے تو سارا وہاں بھی دے سکتے ہیں کوئی hard and fast rule نہیں ہے۔

❖ آیت 61

منافقین آپ ﷺ کو کانوں کا کچا کیوں کہتے تھے؟

کیونکہ آپ ﷺ ہر ایک کی بات سن لیتے تھے۔

❖ آیت 65

اس سورت کو سورت فاضحہ بھی کہتے ہیں۔

کیونکہ اس سورت نے منافقین کو رسوا کر دیا ان کے اندر کی باتیں کھول کر بتا دی کہ کیسے لوگ ہیں۔

افسوس کہ آج بھی کئی لوگ مسلمان ہوتے ہوئے دینی شعائر کا مذاق اڑاتے ہیں، دین مذاق اڑانے کی چیز نہیں، ہنسنے کی چیز نہیں، اور ایسے لطیفے سننے اور سنانے سے پرہیز کرنا چاہیے جس میں دین کی کسی بات، قرآن کی کسی بات کا، کسی آیت یا حکم کا مذاق اڑایا گیا ہو۔

اس آیت سے یہ دلیل ملتی ہے کہ سنجیدگی یا مذاق میں بھی رسول اللہ ﷺ کی شان کو گھٹانا کفر کا رویہ ہے اور اگر کوئی مذاق اڑا رہا ہو تو وہاں سے اٹھ جانا چاہیے۔

❖ آیت 67 عورتوں میں بھی نفاق ہوتا ہے۔

منافقت کی علامت

- برائی کا حکم دینا،
- بھلائی سے منع کرتے ہیں

- اور اپنے ہاتھ خیر سے روکے رکھتے ہیں۔

یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا۔ یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں۔

❖ آیت 69

اصل میں منافقت کی بنیادی وجہ

ہی دنیا سے شدید محبت تھی جس کی وجہ سے وہ دین سے پیچھے رہ گئے۔

❖ آیت 70

یعنی پچھلی قوموں پر بھی عذاب آنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تھی۔ اور اللہ کا حق نہیں دیا تھا۔

❖ آیت 71

أَن تَعۡتَدُواْۘ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ

یعنی نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کو سپورٹ کرتے ہیں مال سے، جان سے، وقت سے، مشوروں سے۔

اللہ تعالی کی رحمت پانے کے لیے یہاں اول درجے کی نیکی جس کا ذکر نماز سے بھی پہلے کیا گیا وہ کیا ہے؟

امر بالمعروف (نیک باتوں کا حکم دینا، نیک باتوں کو پھیلانا)

❖ آیت 72

کبھی کبھی انسان اچھے اچھے کام کرتا ہے لیکن دل کو تسلی نہیں ہوتی پھر کہتا ہے کہ اور کیا کام کروں کہ تو راضی ہو جائے، انسان کے اندر سے تڑپ اٹھتی ہے کہ کوئی کام ہو جس سے رب راضی ہو جائے۔ تو اللہ تعالی ان کو اپنی رضا سے نواز دے گا۔

اصل کامیاب یہ لوگ ہیں۔

❖ آیت 73

عبد اللہ بن ابی نے آپ ﷺ کے ساتھ ساری زندگی دشمنی کی لیکن جب وہ فوت ہو گیا تو اس کو قبر میں لٹا دیا گیا تھا آپ پہنچے آپ نے اس کو نکالا اپنے گود میں اس کا سر رکھا اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا، اس کے لیے استغفار کی دعا کی۔

کون ہو گا جو اپنے دشمن کے لیے اتنی شفقت کا معاملہ کرے گا کہ اللہ اس کو بھی بخش دے۔

یہ نبی کریم ﷺ کی محبت انسانوں کے لیے۔

لیکن آج تو ہم اپنے پیاروں کو بھی معاف کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ بہت دفعہ لوگوں سے یہ بات سنی گئی ہے کہ کیا کیا جائے معاف نہیں کیا جاتا۔

ٹھیک ہے نہ معاف کریں، اپنے دل پر بوجھ اٹھائے رکھیں، گندگی کا ٹوکرا اٹھائے رکھیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں لیکن کوئی ہمارے ساتھ چھوٹی سی بھی زیادتی کر جائے تو ہم دل میں پالے رکھتے ہیں۔ ٹھیک ہے تکلیف تو ہو گی لیکن معاف کرنا الگ چیز ہے۔ میں اپنا حق معاف کرتی ہوں اللہ مجھے معاف کر دے۔

❖ آیت 74

تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ ایک گھاٹی سے اکیلے گزر رہے تھے تو 8-9 منافقین ڈھاٹے باندھے ہوئے آپ پر حملہ آور ہونے کو تیار ہو گئے کہ آپ کو یہیں ختم کر دیں تو اللہ تعالی نے ان کے ارادے کو ناکام کیا۔

منافقوں کو اب بھی کہا جا رہا ہے کہ توبہ کر لیں۔

❖ آیت 76

آج بھی کئی لوگوں کا یہ شعار ہوتا ہے۔ منتیں مانگتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں کہ یہ کام ہو جائے تو ہم اتنا اتنا صدقہ کریں گے، اتنا اتنا نیکی کا کام کریں گے جب ہو جاتا ہے تو سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

یاد رکھیے

اللہ سے کیے گئے وعدے اور commitments بھلانے نہیں چاہیے یہ منافقوں کی صفت ہوتی ہے۔

اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

دلوں میں نفاق ڈال دیا۔

❖ آیت 79

یاد رکھیے

اللہ کے نزدیک quantity سے زیادہ quality کی اہمیت ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا لوگوں نے عرض کیا کس طرح؟ آپ نے فرمایا: کسی آدمی کے دو درہم ہوں وہ شخص ایک درہم صدقہ دے اور ایک آدمی اپنے مال کی طرف جائے اور ایک لاکھ درہم صدقہ کرے۔

تو جتنے اخلاص کے ساتھ جو خرچ کرتا ہے اس کا اجر اتنا ہی لکھا جاتا ہے۔

صرف یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کس نے کتنا کیا؟

بلکہ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ کتنے میں سے کیا۔ کیونکہ بعض اوقات ہم اسی چیز کو عذر بنائے رکھتے ہیں کہ ہمارے پاس تھوڑا ہے ہم کیا کریں تھوڑے میں سے ہی دے دیں۔

ایک خاتون کی مثال جس کے 6-7 بچے تھے اور اس کے پاس ایک وقت میں بس اتنا ہی آٹا ہوتا تھا کہ وہ ایک وقت میں سب کے لیے 6-7 روٹیاں ہی بنا سکے تو وہ ہر بچے کے پیڑے میں تھوڑا سا آٹا نکال کر ایک طرف رکھتی جاتی اور وہ ساروں میں سے تھوڑا نکال کر ایک روٹی فقیر کو دے دیتی تھی تو جس نے دینا ہوتا ہے وہ تھوڑے میں سے بھی نکال لیتا ہے، اس کو تھوڑے میں سے بھی نکالنے کا طریقہ آتا ہے۔

کیونکہ اسے پتہ ہوتا ہے جو تھوڑے میں سے بھی دیتا ہے اللہ اس کو زیادہ دیتا ہے۔

❖ آیت 80

آپ ﷺ نے کہا میں ان کے لیے 70 سے بھی زیادہ دفعہ استغفار کر لوں گا۔ یہ تھی نبی ﷺ کی مہربانی۔

معاف نہ کرنے کی کیا وجہ تھی؟

کہ ان لوگوں نے اللہ اور رسول کا انکار کیا۔

❖ آیت 81

آج کی مشقت کل کی گرمی کو ٹھنڈا کرنے والی ہے لیکن آج اگر اللہ کے راستے میں رکاوٹیں ڈالیں گے تو کل کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

جہنم کی گرمی دنیا کی گرمی سے کس طرح زیادہ ہے؟

✷ آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہاری دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں سترواں حصہ ہے۔ (یعنی ستر کا ایک حصہ) اور اس کو سمندر کے پانی سے دو مرتبہ ٹھنڈا کیا گیا اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ اس میں کسی کا کوئی فائدہ نہ رکھتا (یعنی پھر دنیا کی آگ ہم استعمال نہ کر سکتے تھے، اس پر کچھ پک نہ سکتا، اسے مناسب انداز سے ٹھنڈا کر کے دیا گیا یہ بھی اللہ کی نعمت ہے)

❖ آیت 82

ویسے بھی بہت زیادہ ہنسنا اور قہقہہ لگانا انسان کے ایمان کو کمزور کر دیتا ہے کیونکہ اسے غفلت میں لے جاتا ہے۔

✷ آپ ﷺ نے فرمایا:

زیادہ مت ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ سے زیادہ کوئی مسکرانے والا نہیں تھا لیکن قہقہے لگانا اور غفلت میں رہنا پسندیدہ نہیں۔

❖ آیت 88

جہاں جنگ اور امن میں منافقین کا رویہ بتایا گیا کہ جب جنگ میں جانے کا وقت ہوتا تو بہانے بناتے، چلے جاتے تو بزدلی دکھاتے، امن کا زمانہ ہوتا تو بڑھ چڑھ کر باتیں کرتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں جیسی چاہیے خدمت لیجیے لیکن جب وقت آتا تو بہانے بنا دیتے اور پیچھے رہنے والوں کے ساتھ پیچھے رہ کر خوش ہوتے اور اپنی اس غلطی کو وہ سمجھتے بھی نہیں تھے۔

ایک طرف منافقین کا رویہ بتایا گیا اور ایک طرف رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کا۔

❖ آیت 90

عبادت اور نیکی کے کام سے بلا عذر کثرت سے اجازت مانگنا اور بہانے بنانا اور کام پر حاضر نہ ہونا یہ نفاق کی علامت ہوتی ہے۔

ٹھیک ہے اگر سابقون الاولون نہیں لیکن کچھ نہ کچھ اپنا حصہ ضرور ڈالے اور جب زیادہ مشکل حالات ہوں تو زیادہ حصہ ڈالے۔

عام حالات میں کم صحیح لیکن جنگ تبوک کے مشکل وقت میں انہیں پیچھے نہیں رہنا چاہیے تھا۔

❖ آیت 91

یہ میرے دین کی خوبی ہے نماز میں بھی رخصت رکھی گئی سفر میں آدھی، یا جمع کرنے کی۔

روزے میں بھی سفر میں چھوڑنے کی اجازت دی گئی۔

زکوۃ میں بھی اگر مال ایک مخصوص نصاب تک نہیں پہنچتا تو رخصت ہے۔

اسی طرح حج بھی صاحب استطاعت کے علاوہ سب پر فرض نہیں ہے۔

اسی طرح جہاد بھی سب پر فرض نہیں ہے کیونکہ اگر کسی کے پاس جانے کے وسائل ہی نہیں ہیں اور ہمت ہی نہیں ہے، طاقت ہی نہیں، بڑھاپا، بیماری ہے ایسے لوگوں کو رخصت ہے۔

بشرطیکہ

- وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خیر خواہ ہوں۔
- نیت اچھی ہو۔
- دل کی تڑپ موجود ہو۔

تو یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ اخلاص نیت کا بڑا فائدہ ہے۔

✷ آپ ﷺ نے فرمایا:

کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں لیکن ہم کسی بھی گھاٹی یا وادی میں چلیں وہ ثواب میں ہمارے ساتھ ہیں ان کو صرف عذر نے روک رکھا۔

یاد رکھیں

نیکیوں کے لیے دل کی تڑپ بڑی کام آتی ہے۔

نیکیوں کے لیے ارادے کرتے رہا کریں۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

جو شخص حج کے ارادے سے نکلے اور راستے میں موت آجائے تو اللہ اس کے لیے قیامت کے دن تک حج کرنے والے کے برابر ثواب لکھ دے گا۔ اسی طرح عمرہ کا، اسی طرح جہاد کا۔

مخلص صحابہ پیچھے رہنے پر روتے تھے اور منافقین جانے پر روتے تھے۔

اپنا بھی جائزہ لیں:

کیا کسی نیکی کے کام سے محروم رہنے پر ہمیں کبھی رونا آیا؟

پارہ 10 میں سے اہم باتیں

1. آخرت کی راحتوں کو دنیا کی راحتوں پر مقدم رکھیں۔ دنیا میں تھکنے سے آخرت میں راحت ملے گی اور اگر دنیا میں آرام کرتے رہے اور کچھ کام نہ کیا تو آخرت میں مشکل ہو گی۔
2. نیکی کے کام میں ثابت قدمی اختیار کرنا کامیابی کی کنجی ہے اللہ تعالی کا قرب بھی اسی حاصل ہو تا ہے۔ اس لیے جو کام بھی کریں چاہے تھوڑا ہی ہو لیکن جم کر کریں مستقل طور پر کریں۔
3. دین کو سنجیدگی سے لینا چاہیے کھیل تماشہ نہیں بنانا چاہیے۔
4. اللہ کے احکامات کی حفاظت کی جائے تو اللہ تعالی کی طرف سے حفاظت ملتی ہے۔
5. جھگڑا ناکامی کی طرف لے کر جاتا ہے۔

اکیڈمک ڈپارٹمنٹ

(کراچی ریجن)